سوال

ے روزہ(ں(7)کی تعداد 27

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

سال ہمارے ہاں عاشورا محرم کے روزے کے متعلق اختلاف ہوا کہ یہ صرف نویں محرم کا رکھنا چاہیے، جبکہ ہم اس سے پہلے نویں اور دسویں محرم کا روزہ رکھتے تھے براہ کرم اس کے متعلق وضاحت کریں۔

الجواب بعون الوہاب بشرط صحۃ السؤال

م السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

والصلاۃ والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

محرم کے موقع پر ہمیں متعدد مقامات سے فون آئے اور کچھ حضرات نے زبانی استفسار کیا کہ عاشورا محرم کے روزہ کی کیا حیثیت ہے؟ اور اسے کس دن رکھا جائے؟ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے حوالہ سے بیان کیا جاتا ہے کہ صرف نویں محرم کو رکھنا چاہیے، دسویں محرم کا روزہ نہیں ہے وغیرہ وغیر

یہ حدیث میں صراحت ہے کہ تمام مسلمان اس دن کا روزہ رکھتے تھے[10] نصاریٰ بھی اس دن کا روزہ رکھتے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دن روزہ رکھنے کی وجہ دریافت کی، اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم تمہاری نسبت حضرت موسیٰ علیہ السلام سے زیادہ قرب رکھتے ہیں اور ا

ن عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی اسی طرح مروی ہے[16] جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں عاشورا کے دن روزہ رکھنے کا حکم دیتے تھے، شوق دلواتے اور اس کی پابندی کراتے تھے، جب رمضان کے روزے فرض ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے متعلق نرمیَ

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بھی حضرت اشعث بن قیس رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ عاشورا کا روزہ پہلے فرض تھا، رمضان کے بعد اس کی فرضیت ختم ہو چکی ہے اگر روزہ رکھنا ہے تو بہتر بصورت دیگر اسے ترک بھی کیا جا سکتا ہے۔[19]

پہلے آپ اہل کتاب کی موافقت کو پسند کرتے تھے لیکن فتح مکہ کے بعد مذہبی شعار میں ان کی ممانعت کا حکم ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیشتر احکام میں ان کی ممانعت کا حکم دیا چنانچہ عاشورا کا روزہ بھی ان کا مذہبی شعار تھا، اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس امر میں بھی اہل کتاب کی مخالفت کا حکم دیا اور ا

یت کی سند میں کچھ ضعف ہے لیکن دیگر متابعات وشواہد کے پیش نظر یہ ضعف نقصان دہ نہیں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اس بات کا اظہار فرمایا چنانچہ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے محرم کی دسویں تاریخ کا روزہ رکھا اور دوسروں کو روزہ رکھنے کا حکم

ں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عاشورا کا اس طرح روزہ رکھنے کی تاکید فرمائی اور اس کی فضیلت کو بایں الفاظ بیان کیا کہ عاشورا کا روزہ رکھنے سے گزشتہ ایک سال کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔[24]

، روزہ کو ایک اختلاف اور نزاعی مسئلہ بنا دیا گیا ہے اور دسویں محرم کے روزے کا سرے سے انکار کیا جا رہا ہے۔ ان حضرات کا کہنا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خواہش کے پیش نظر اب صرف نویں محرم کا روزہ رکھنا چاہیے، بعض حضرات تو کہتے ہیں کہ اب عاشورا نویں تاریخ کو ہے، دسویں تاریخ کی

ائنات ہے جس کی بنیاد پر کہا جاتا ہے کہ عاشورا کا روزہ نو محرم کو رکھنا چاہیے، دسویں محرم کا روزہ منسوخ ہے۔

ی میں ہے کہ ہم قرآن وسنت کی نصوص کو اپنے اسلاف کی فہم کے مطابق انہیں عمل میں لائیں، اس کے مقابلہ میں کوئی انفرادی رائے قائم نہ کریں، چنانچہ نویں تاریخ کو روزہ رکھنے کے متعلق بیان کرنے والے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ ہیں، ان کا ذاتی فتویٰ یہ ہے کہ جو اس روایت کو بیان کرنے کے

ملیہ لکھتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ میں آیندہ سال نویں محرم کا روزہ رکھوں گا، اس کا مقصد یہ تھا کہ میں دس محرم کے ساتھ نو محرم کا روزہ رکھوں گا تاکہ یہود کے ساتھ مشابہت باقی نہ رہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا یہ قول کہ یہود کی مخالفت کرو نو اور دس محرم کا روزہ رکھو، ا

1) سب سے نچلا درجہ یہ ہے کہ صرف دس محرم کا روزہ رکھا جائے۔ 2) اس سے اوپر دس اور گیارہ کا روزہ رکھنا ہے۔ 3) سب سے اوپر کا درجہ نو اور دس محرم کا روزہ رکھنا ہے کیونکہ اکثر احادیث میں نو اور دس محرم کا روزہ رکھنے کا تذکرہ ہے۔[31]

ظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نو محرم کے روزہ کی دو وجوہ لکھی ہیں۔

1ے۔

2کرو۔[32]

ت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا عقیدہ یہ تھا کہ جو انسان عاشورا کا روزہ رکھنا چاہتا ہے وہ نویں محرم سے ابتداء کرے اور دس محرم کا اس کے ساتھ روزہ رکھے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی موقوف اور مرفوع روایات اسی بات پر دلالت کرتی ہیں، اس قدر جلیل القدر ائمہ کی تصریحات کے بعد اس مسئلہ

---

[1] صحیح مسلم، الصیام: ۲۶۴۶۔

[2] مسند احمد، ص: ۶۰ ج ۲۔

[3] صحیح بخاری، الصوم: ۲۰۰۴۔

[4] صحیح مسلم، الصیام: ۲۶۶۱۔

[5] صحیح مسلم، الصیام: ۲۶۶۶۔

[6] فتح الباری، ص: ۲۴۶ ج ۴۔

[7] صحیح مسلم، الصیام: ۲۶۳۷

[8] صحیح مسلم، الصیام: ۲۶۳۷۔

[9] صحیح مسلم ، الصیام : ۲۶۴۰

[10] صحیح مسلم الصیام : ۲۶۳۷۔

[11] صحیح بخاری ، الصوم : ۲۰۰۴۔

[12] صحیح بخاری ، الصوم : ۲۰۰۷۔

[13] صحیح مسلم ، الصیام : ۲۶۶۹۔

[14] صحیح مسلم ، الصیام : ۲۶۷۰۔

[15] صحیح مسلم ، الصیام : ۲۶۴۲۔

[16] صحیح بخاری ، الصوم : ۲۰۰۱

[17] صحیح مسلم ، الصیام : ۲۶۵۲۔

[18] صحیح بخاری ، الصوم : ۲۰۰۳۔

[19] صحیح مسلم ، الصیام : ۲۶۵۰

[20] مسند امام احمد، ص : ۱۴۱ج ۱۔

[21] صحیح مسلم ، الصیام : ۲۶۶۶۔

[22] صحیح مسلم ، الصیام : ۲۶۶۷

[23] صحیح مسلم ، الصیام : ۲۶۶۶۔

[24] صحیح مسلم ، الصیام : ۲۷۴۶۔

[25] صحیح مسلم ، الصیام : ۲۶۶۴

[26] فتح الباری ، ص : ۱۱۱ج ۴۔

[27] بیہقی ، ص : ۲۸۷ج ۴

[28] نیل الاوطار ، ص : ۲۳۸ج ۴

[29] زادالمعاد ، ص : ۲۱ج ۲۔

[30] شرح معانی الآثار ، ص : ۳۴۸ج ۱۔

[31] مرعاة المفاتیح : ۲، ۲ج ۴۔

[32] تلخیص الجبیر ، ص : ۲۱۴، ۲۱۳ج ۲۔

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ اصحاب الحدیث

جلد : 3، صفحہ نمبر : 246

محدث فتویٰ